کتب نما | سیرت سوسائٹی اسلام آباد - (پتہ اور قیمت میں کیا لکھوں ؟ کہیں درج نہیں) -

قطب نما تو آپ جانتے ہی ہیں ، اس کی سوئی شمال کا رُخ بتاتی ہے - یہ کتب نما ہے جس کی سوئی زندگی کی سمتِ سفر کی طرف اشارہ کرتی ہے -

دراصل بات تو چلی " اسلام آباد بک فیئر ۸۵ " سے جس کا قصہ خالد رحمٰن سناتے ہیں -

" ہزاروں کی تعداد میں لوگ آئے ، لاکھوں کی تعداد میں کتب فروخت ہوئیں - بہترین لٹریچر کا تعارف ہوا "

پھر اسلام آباد کے چند شاداب دل دوستوں نے بک فیئر (اعکاظ کتب) کی کامیابی کی مسرتوں میں ادبیات کا ایک مجموعہ (مجلہ) شائع کرنے کا فیصلہ کر لیا - اور وہ فیصلہ جب جامۂ عمل پہن چکا تو نہایت دبیز خوبصورت سفید کاغذ پہ ۱۵۰ صفحات کی ایک " کتاب الادب " چھپ کر رنگین ٹائیٹل کے ساتھ مارکیٹ میں آگئی -

تلاش مضمون کی ہو یا انشائیہ کی ، شوق سنجیدہ تحریر کا ہو یا مزاحیہ کا ، دل طلب گار ہو افسانے یا شاعری کا ـــــ ڈھونڈنے والے کو سب کچھ ملے گا -

ناموں کے لحاظ سے دیکھیں تو ڈاکٹر وحید قریشی ، نسیم حجازی ، پروفیسر خورشید احمد ، ابن الحسن سید اور شان الحق حقی ، تحسین فراقی ، انور مسعود ، عطا حسین کلیم کے ساتھ سرد سہارنپوری ، سلمٰی یاسمین نجمی ، آباد شاہ پوری ، پروفیسر محمود احمد غازی ، محمد الیاس فاروقی ، محمد طاہر منصوری ، محمد اظہار الحق اور مشفق ہاشمی اور بیدل جونپوری کی شخصیتیں شریک محفل نظر آئیں - حتیٰ کہ اس محفل نے مجھے بھی نہیں بخشا -

افغانستان کے متعلق اہم نظمیں شریک ہیں -

شیشے کا گھر | از جناب محمد عبدالحکیم شرف قادری - ناشر : مرکزی مجلسِ رضا ، پوسٹ بکس نمبر ۲۲۰۶ لاہور - قیمت :

پہلے تو میں نام سے یہ سمجھا کہ بچوں کے لیے کہانیاں ہوں گی ، مگر پڑھ کر دیکھا تو معلوم ہوا

کہ بزرگوں کے مقدس جھگڑے ہیں۔

مولینا احمد رضا خاں کے حلقے کے حضرات کا حملہ ہے اہلِ حدیث گروہ کے خلاف۔ اُدھر سے بھی شاید ایسا ہی ہوتا ہو۔ مگر وقت اور کاغذ اور سیاہی کا آج یہ کوئی قیمتی مصرف نہیں کہ ایک کلامی گروہ اور دوسرے کلامی گروہ یا ایک فقہی دھڑے اور دوسرے فقہی دھڑے کے درمیان وقفاً فوقتاً گولہ باری ہوتی رہے۔ کبھی شیشے کے گھروں سے اور کبھی لوہے کے گھروں سے۔ تم نے یہ لفظ کیوں لکھ دیئے؟ تم نے بات سے بات کیوں نکالی؟ تم نے حدیث کے ہوتے ہوئے یہ تصور کیسے اخذ کر لیا؟ اور تم نے عقل کے ہوتے ہوئے حدیث کو یوں سمجھا کیسے؟ علی ہذا القیاس۔ کام کرنے والوں کے ہاں غلطیاں بھی ہوتی ہیں، اختلافات بھی ہوتے ہیں مگر وہ کام کرتے ہیں۔ اور آج کے کرنے کا کام یہ ہے کہ آپ خدا فراموش، مادہ پرست اور ظالم قوتوں کی ساحری کا شکار ہونے والے کروڑوں کمزور انسانوں کو اسلام کے شہرِ حیات کے گلی کوچوں اور محلوں، عمارتوں کی سیر اس طرح کرائیں کہ وہ امن کے اس گھر کو اپنا مسکن بنالیں۔ موجودہ سیاست کے بگاڑ کو، موجودہ معیشت کے فساد کو، آج کی ثقافت کی جنسی آلودگی کو، وقت کی تہذیب کے دولت پرستانہ مزاج کو، فلسفے اور سائنس کے ٹیڑھ کو جو انکارِ خدا سے پیدا ہوا۔ حنفی، دیوبندی، اہلِ حدیث اور بریلوی سب اپنی اپنی جگہ عنوانات بحث بنائیں اور اسلامی حقیقتوں اور صداقتوں سے تعصبات اور مغالطوں کے بند قفلوں کو کھولیں، یہاں تک کہ ایک نئی دُنیا سب کی نگاہوں میں جھلکنے لگے۔

اس مسابقت میں بریلوی حضرات آگے بڑھ جائیں تو مبارک، اہلِ حدیث بھائی دوسروں سے تیز رَو نکلیں تو مبارک اور دیوبندی قدم آگے بڑھا سکیں تو سب مبارک۔ سب ہمارے ہیں اور سب اگر صحیح فریضہ ادا کرنے میں منہمک ہو جائیں تو اتحاد بھی پیدا ہو جائے اور پچھلی غلطیوں کو بھول بھلایا بھی جا سکے۔

شیشے کے گھر میں تحریکِ مجاہدین کا جو خاکہ اڑایا گیا ہے، وہی اس کتاب کا اصل مرکزی ماحصل بھی ہے۔ اس کے خلاف بھی قیاسات اور حوالے دونوں ملتے ہیں۔ اور اس وقت کے عوام بھی اتنے اندھے نہ تھے کہ وہ "جہادِ آزادی" کے امکانی مراحل کو نہ جانتے ہوں۔ ورنہ اتنی وابستگی اور اتنا ایثار کہاں سے آتا۔ تبصرہ نگار اپنے دائرے میں محصور رہے۔